

بِمَوَالِ الصَّلَوةِ وَاتِّعَافِ الزَّكَاةِ

رساله مؤلفه علوم عقیدیه و فقهیه باب فی شرح الدین ص ۱۰۰

۱۰۰



در قصه موهان مستطاب لطفه لکنو کجا پنهانی پند

رضوی در سنه ۱۲۴۱ هجری قمری طبع نوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار ہزار گوہر ابدار حمد اور شکر نثار بارگاہ اوس بی بی نیار کے  
کہ جسے منشت خاک کو کیسے پہنچے اسے کندن کیا او  
معدن کنز معرفت بنایا اور تجلی توفیق سے دل کو نور  
بخشا اور زیور نعمت و میرکت بنایا اور شرعیت کی  
گسل میں جانچا اور آتش شوق محبت میں تپا یا تقدیر  
کو ایمان اور اخلاص کے سانچے میں ڈالا اور دم  
دل کو کلمہ کار و بیان یافتہ کو اب تکہ کلمہ سب کی

زبان پر مارجب روز ازل کو الکتبِ ربّی کے سنایا

اشرفیانِ درود اور سلام کی پیشکش درگاہِ خدام  
اوس کانِ خلقِ عظیم کے کہ جسکی اشرفیت اور افضلیت

سب انبیاء اور ملائکہ پر ثابت کی اور اوسکی نصیب  
رسالت کے صدقے کا تمام عالم کو مصرف ہر ایمان

صدرِ رحمت اوس کے آل و اصحاب پر کہ جنکا دین جہان

ہر دیندار کی گردن پر رکھا اور انکی محبت کے دینا

کو سرمایہ آخرت بنایا اہل بیہاری تجارت میں

اپنے فضل سے نفع دیے اور ناکارہ جنس کو قبول

کے کے زرخاںِ ثواب اور مغفرت کا بخشا و پرغمر کی

شفاعت اور اپنے دیدار کی دولت میں نصیب کر

ہمیشہ کہ تو نے وعدہ فرمایا اور بعدِ حمد اور درود کے

بہرہ چند فضیلت میں زکات کے اور اوسکے مناجات کے

بیان میں بموجب فرمایش مخزن حلم و حیا معدن صفوت  
 و صفایا قوت کان سیادت لعل مدخشان سعادت  
 شجرہ طیبہ ز من مولوی سید ریاض الحسن کے اردو  
 زبان میں لکھی گئی ہیں کہ کم علم ہی اس سے ہرہ و رہو  
 اور نصیب پاویں اور امد پاس میں خزانہ توفیق کے  
 جانا چاہیے کہ اس سالہ میں بارہ فصلیں میں پہلی  
 فصل میں رکات کے معنی کا بیان ہے دوسری  
 فصل میں رکات کے لغوی معنی ہوئے کا بیان تیسری  
 فصل میں عذاب کا بیان رکات مذنیہ پر چوتھی  
 فصل میں مغفرت اور ثواب ملنے کا اور اس کے ضائع  
 ہونے کا بیان پانچویں فصل میں رکات کے واجب  
 ہونے کی اور ادا کرنے کی شرطوں کا بیان ہے <sup>فصل</sup>  
 میں بھصاب کا اور رکات کی قدر کا بیان ساتویں

فصل میں اجناس تجارت کا بیان آٹھویں فصل میں بین کا  
 بیان نویں فصل میں مصرف کا بیان دسویں فصل میں صدقہ  
 فطر کا بیان گیارہویں فصل میں مسائل متفرقہ کا  
 بیان بارہویں فصل میں وزن کا بیان سہاویں فصل رکات  
 کے معنی کے بیان میں رکات کے معنی لغت میں  
 پاک کرنا اور زیادہ کر دینا چیز کو اور جامع الرموز میں  
 مفردات سے نقل کیا کہ لغت میں رکات کے معنی ٹہرنی  
 جو حاصل ہوا اللہ کی برکت سے اور شرح میں دو معنی ہر کوئی  
 میں ایک تو وہ قدر معین مال کی جو انصاب میں سے اویسکے  
 مستحق کو دی جاتی ہے اور دوسری دینا او تقدیر کا یعنی  
 مالک کو دینا ایک قدر معین کا انصاب کے مال سے اویسکے  
 مستحق کو ساتھ شرطوں کے جو اگے بیان ہوتی ہیں اور معنی  
 لغوی اور شرعی میں بننا بہت صریح ہے کہ رکات پاک کرنا ہے

مال کو خباثت سے اور دل کو بخل سے اور پاک کر رہی ہے  
 گناہوں سے اور بُرائی سے مال کو اس کی برکت سے اور  
 بُرائی سے اِحرا اور ثواب کو عقیقے میں اور بعض عقیقے  
 میں زکات کے معنی لغت میں تقیم اور عشرت کے تین  
 اور یہ موجب نعمت و عشرت کا ہے دنیا اور آخرت  
 اور زکات شکر ہے مال کا اور شکر کرمی ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 ہے اور اس کی ترقی کرتا ہے دنیا اور آخرت میں  
 قرآن میں لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ لَئِنْ كَفَرْتُمْ  
 تَوَيْتُمْ لَكُمْ بُرْءًا وَلَكُمْ بُرْءٌ كَيْدٌ وَلَكُمْ اسْمٌ بِمَا  
 مَعْلُومٌ ہوا کہ اگر دھت کر کے کہنا کہہلا دیے زکات  
 کی نیت سے تو او اہو گی مگر کہانی کی جس پر اگر  
 ملک کر دیے تو او اہو بیانیگی اور معلوم ہوا کہ مال  
 اگر اس کا کام کر دیے یا گھر پر ہے کو دینے تو زکات

کہ نفع پہنچایا اور مال نہیں دیا لیکن یہ حرکتیں ہیں کہ نصائب  
 سے دیے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیمت دینا درست ہو مگر  
 یوں کہا جائے کہ قیمت اس کے حکم میں گویا یہ قیمت اس کا  
 ٹکڑا ہے اور آگے اس کا ذکر تفصیل سے آویگا دوسری  
 فصل زکات کے فرض ہونے کے بیان میں زکات  
 ایک کن سلام کا ہے بعد نماز کے اور یہی مقام ہے  
 کہ فیہ من خدا تعالیٰ نے نماز کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے  
 اور اسی واسطے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا  
 کہ جو کوئی فرق کرے نماز میں اور زکات میں یعنی ایک کو دوسرے  
 جانتا اور دوسرے کو فرض جانتا تو اس کو قتل کرونگا اور دوسرے  
 سال میں حج تکے قبل فرض ہو فرضان زکات فرض ہو مگر نہ  
 فرض نہیں اور اس کے فرض ہونے پر حج کی اجماع ہو گیا ہے کہ حج  
 کا کفار فرما اللہ تعالیٰ نے اَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ یعنی تم کو نماز اور زکات

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں معاذ رضی اللہ عنہ کی حد  
 میں آیا ہے إِنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ  
 مِنْ أَحْيَانِهِمْ فَذَلِكُمْ عَلَىٰ فُقَرَاءِهِمْ يَسَّرَ اللَّهُ فَرَضَ كَيْ وَأَنْ  
 لَوْ نَسِينَ كَاتِيبًا وَ أُولَئِكَ مَا لَكُمْ مِنْهُم مَّا يَكُونُ لَكُمْ  
 أَوْ رَجَبِ كَسِي بِرَزَكَاتِ فَرَضَ سَوْتُو جَدَادَا كَرِي كُهُتَا جُو  
 كَامِ چلے اور بلا عذر دیر کرنے میں گنہگار ہونے کا قابل قید اور  
 تغیر کیے اور اوسکی گواہی شرع میں قبول نہیں ہوتی یہ میری  
 فصل غدا کے بیان میں بزرگات نہ دی ہے فرمایا خدا تعالیٰ  
 زَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا  
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنَشْرِبْنَهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ جُمِعُوا  
 نَارِ جَهَنَّمَ فَتَكُونُ أَيْ بِهَا جِجَاهُهُمْ وَجَنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ  
 هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَنْفُسَكُمْ فَذُوقُوا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ  
 یعنی وہ لوگ کہ جمع کوئے میں ہونا اور چاندی اور خرچ نہیں کرتے



۹  
 اوسکو اسکی راہ میں سوا اونکو خوش خبری سنا دے کہ عذاب کی  
 جسدن دہکا یا جاوے وہ مال دوزخ کی آگ میں بہرہ دے  
 جاوے اوس سے اون کے پاس تھے اور کروٹ میں اور پٹھان کہا  
 جاکر کہ یہ وہ جو تینے جمع کیا اپنی جانوں کے واسطے اب  
 چکھو مزا اپنے جمع کر سکا اور بیضاوی میں صحیح بخاری میں  
 مسلم سے حدیث نقل کی ہے قَامِنْ صَاحِبِ خَبَرٍ لَا فِضَاءَ  
 لَا بُدَّیْ مِنْهَا حَتَّىٰ لَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نُصِفَ لَهُ  
 صَفَاحٌ مِنْ نَارٍ فَتَكُونُ بِهَا جَنَّتُهُ وَجَنَّتُهُ وَظُهُرُهُ  
 یعنی جو کوئی سوئے چاندی والا اور سکا حق نہ اوکر لگا دیا  
 اوسکے واسطے تختی آگ کے بنا دیں گے یعنی مثل آگ کے ہو دیں  
 گے لال ہو کر پڑاؤں گے اوس سے اوسکی پیشانی اور پہلو  
 اور پیٹہ یعنی جیسا کہ اس نے ترش روی فقیر دن اور حق  
 داروں کے کیا تھی اور پیٹہ پھیری تھی اور کوہ میں پہلا نہیں

مال سے ویسے ہی رہا غائب تھا، اور مراد خرچ کرنے سے اسے  
 کی راہ میں پہنچے کہ اس مال کا خرچ واجب اور کریم یعنی کثرت  
 اور جب حق مال کا ادا کیا تو پھر وہ مال کتنے نہیں کہ حسن  
 عذاب ہو حدیث تفسیر میں آیا مَادِی زَكُوٰةٍ فَلْيَسِّرْ  
 یعنی جس مال کی رکات ہی گئی وہ کتنے نہیں اور اوپر عذاب  
 ہو گا اگرچہ ہزاروں روپے اور شرفی اور زیور بہت ہو  
 فَمَا يَخِذُ يَخِذُ وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ  
 بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ  
 بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
 یعنی گمان نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس خبر پر کہ اسے انکو  
 دی ہے اپنے فضل کے یہ بخل اور بخلی میں اچھا بلکہ بہتر  
 ہے اور ان کے سطرے لگے چلے وہ طوق پر لگاؤں گے جس بخل کیا تھا  
 قیامت کے دن دنیا میں جو اس مال کو گلے لگا رہے اور

محبت سے رکھا ویسے ہی وہ مال ب و مال گھروں ہوا اور گلے کاٹا  
 اور شکات شریف میں صحیح بخاری حدیثی ہے کہ فرمایا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اناہ اللہ  
 مَا لَا قَلَمٌ يُّودُّ نَزَّكَوْنَهُ مُثِلَّ لَهُ مَاذُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ  
 شَيْعَاءُ اَفْرَحَ لَهُ زَيْبَتَانِ بِطَوَقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
 ثُمَّ يَأْخُذُ بِرِجْلَيْهِ يَنْشِقُّهُ ثُمَّ يَقُولُ  
 اَنَا مَالِكُ اَنَا كَزُكْرُكُمْ ثَمَّ نَبِيٍّ وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِي يُلَوِّنُ  
 یعنی جسکو دیا ہوا ہے مال ہر وہ کسی زکات دانیکرے تو وہ مال  
 قیامت کے دن ہو جائیگا بصورت گننے سانپ کے کہ اسکی آنکھوں  
 پر دو داغ سیاہ ہوں گے طوق ہو گا وہ سانپ اسکی گردن سے  
 دن پہر گرے گا اوسکے گلے پہر کمرے گا میں تیرا مال ہوں جو تو نے جمع کیا  
 تھا ہر پڑوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی  
 يَخْلُقُ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ رَّجُلًا يَفْعَلُ مَا كُنَّ اَعْيُنُكَ رَايَةً  
 کہ ہاں سانپ ہو کر گئے

ان سے ہرگز ایسا نہ ہو کہ ہرگز قیامت کا دن

ہوگا اور سنن ابی داؤد میں حدیث میں اِنَّ اِمْرَاةً اَنْتِ سَوَّلَ  
 اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَمَعَهَا ابْنُہَا وَفِیْہِ  
 مَسْکَانَ غُلَیظَانِ مَرْذَبٍ فَقَالَ لَهَا اَعْطِیْکِ ذَکَہً  
 هَذَا قَالَتْ لَا قَالَ اَنْتِ لَکِ اَنْ تَسُوْرَ اللہُ  
 بِہِمَا سَوَارِیْنِ مَرْثًا قَالَ فَخَلَعَتْہُمَا فَالْفَتْہُمَا اِلَى النَّبِیِّ  
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَفَالَتْ ہُیَا لَہُ عَزَّ وَجَلَّ وَلِیُّہُ

یعنی ایک عورت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چشمہ وین حاضر  
 ہوئی اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اور اس کے بیٹے کے ہاتھ  
 میں دو گنگن بہاری سوئے تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 پوچھا آیا تو زکات دیتی ہے اس زور کی بولی کہ نہیں فرمایا پیغمبر صلی  
 علیہ وآلہ وسلم نے کیا جکو خوش آتا ہے کہ خدا تم کو بسبب ان  
 گنگن کے دو گنگن آگ کے جکو بہنا و قیامت کے دن راوی  
 کہتا ہے ہر دوس عورت نے یہ کلام بخیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ سن کر دو گھنٹہ تک بیٹھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے حضور میں رہا کہ وہ یہی اور عرض کی کہ یہ وہ نواسہ کے  
 ہیں اور اس کے رسول کے یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے قہار زکات اور کثیر نیکو فرمایا اور اس نے کھجور  
 ہی نہ رکھا سب کچھ کیا کہ خدا کی راہ میں مغیر صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم صرف کرین اور سن اپنی راہ میں حق تعالیٰ رضی  
 عنہما جو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حد شامی قائم  
 دُخِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى كَيْ  
 يَدِي فَفَتَاتٍ مُرَوَّبٍ وَقَالَ مَا هَذِهِ يَا عَائِشَةُ  
 صَنِعْتَهُنَّ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَتَوَدِّعُ  
 زَكَاتَهُنَّ قُلْتُ لَا أَوْ أَتَشَاءُ اللَّهُ قَالَ هُوَ حَبِيبُ النَّبِيِّ

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آن حضرت صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم میرے پاس کے یہ دو بکریاں میرے ہاتھوں میں

انکو بیان چاندی کی تو بوجھا کر اور ایک سبب میں نے فرمایا  
 کی کہ یہ میں نے بنائی ہیں کہ اپنا شکر اور بڑا ثواب  
 کے واسطے یا رسول اللہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
 کہ آیا تو انکی رکات ہی میں نے کہا کہ نہیں یا جو اسے پہنچا  
 وہ کہا انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی حکم کو  
 کرتا یہ غدا کے واسطے کچھ دوزخ کی احتیاج نہیں جو  
 فصل مغفرت اور ثواب ملنے کی اور اسکی غنا  
 ہونیکے سان میں فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تَجِدُ مَا تُنْفِقُ رِبَّاتٍ عِنْدَ اللَّهِ  
 الرَّسُولِ لَا إِنْهَا فَرِيَةٌ لَهُمْ سَيَدْخُلُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ  
 إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ یعنی اور بعضے کا تو یہ کہ  
 وہ ہیں کہ ایمان لائیں میں اس پر اور پچھلے دن پر اور ہر  
 میں اپنے خرچ کرینے کو سبب اللہ کی ترویج کی کا

اور یہ سب جہاں کے لئے ہے اس لئے کہ اس میں ہے وہ ان کے ختمین

نزدیک ہے اس میں داخل کر لگا اور اس میں ہر میں اسد  
تختیہ والا ہے ہر بان تفسیر ضیاء میں لکھا ہے کہ پھر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیا کرتے تھے صدقہ دینے والوں کے

اور استغفار کیا کرتے تھے ان کے سطلے اور اسے واسطے صحت

پھر کہی کہ صدقہ تحصیل کریں والا دعا تیر کرے صدقہ دینے

والوں کو اور صدقہ کا لفظ نہ کہیے کہ یہ لفظ خاص ہو گیا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور مغیرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ یوفرمنا اللہم صل علی ابی ابی القریٰ یعنی اے اللہ رحمت

بھیج الہی ابی ابی تو آپ کو اختیار تھا اپنا لفظ کسی اور

حق میں فرما دین ہمیں چاہئے سکات میں عبد اللہ ابن ابی

ان کے سے روایت صحیحین کی آئی ہے کہ جب کوئی قوم کا

دانی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے اللہم

۱۹  
ہماری علیٰ آلِ فُکَّانِ یعنی ای ای اگر خوش ہو سچ ہو سیکے

وگوں سر پر رکات میرے باب ابواوئے تو حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم صل علی آلِ ابی

سعد تھا فرمایا ہے خذ من اموالہم صدقۃً تطہرہم

وترکبہم بہا وصل علیہم ان صلواتک تسکنہم

واللہ سميع علیہم الوعلو ان اللہ هو قبل التوبة عز

عبادہ ویاخذ الصاکات وان اللہ

هو التواب الرحیم ہے اور ان کے یالو نہیں سے

رکات کہ انکو پاک کرے اور اس سے اور بابرکت کرے انکو

اور دعا خیر کر اور ان کے حق میں الہد تیری دعا راحت اور چین سے

ونکے واسطے اور اللہ سب سے تباہی جانتا کیا نہیں جان حک

کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور قبول کرتا ہے

رکاتیں اور اللہ ہی توبہ قبول کرتا ہوا ہے مہربان رکات



سے سے ظاہر و باطن کی دو ہی کاپی اور نورانی ہو تا اور برکت  
 ہوئی ہے مال میں اس کے کما فرماتا ہے **يَحْيَىٰ ۙ اللَّهُ الرُّبُّ ۙ**  
**وَيُزِيلُ الصَّاعِقَاتِ** یعنی صدقہ کہ جس کے ہاتھ میں ہے  
 اور وہ اس کو مٹا دیتا ہے اور ثواب ایک کاسان ستونک  
 ہے تاکہ اس سے بھی زیادہ جس کے واسطے اس کے جیسے اندر  
 قرن میں آیا اور سود کو لٹاتا ہے یعنی سود خور کا دیوا  
 جس سے قیامت کے دن دیوانوں کی طرح یکے کا کہہ  
 میرا مال کیا ہوا کچھ کام نہ آیا اور ثواب جب ملتا ہے جاو سکی  
 شرطیں پائی جاوین طیب خاطر سے دیے نیت خاص اہل  
 واسطے ہوتا مگر نامعلوم طور نہ ہو فقیر کو ایذا نہ دے اور پھر پورا  
 دہرے اور نہیں تو دیاد لایا سب کا رتے اور شکی ہو  
 گناہ لازم ایسے دینے سے خلق سے بات کرنا بہل فسر  
**اللَّهُ تَعَالَىٰ ۙ الَّذِي يَنْفِقُ ۙ آمَنَّا ۙ لَمْ ۙ فِي سَبِيلِ ۙ لِلَّهِ ۙ**

لَا يُلْقُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا هُمْ يَسْتَرْجِعُونَ  
 لَهُمْ وَأَخَوٌ عَلَيْهِمْ وَأَكْثَرُ مِنْهُمْ  
 وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا إِذْيَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

یعنی جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں  
 بعد خرچ کرنے کے احسان نہیں رکھتے فقیروں پر اور نہ  
 سنا تے ہیں انکو خرچہ کر کے انہیں کو بھٹے تو ان کا او  
 رکے یہاں اور نہ دے رہے اور نہ وہ ہم کو بھٹے رکھتے  
 معقول اور درگزر کرنے والے کی بخوشی ہے اور اس صفت  
 ہے جسکے معنی سناؤ اور انہی پر وہ ان کے صفت ہے  
 تحمل کر سکا ہے کہ تاخیر کرتا ہے احسان کرنے والوں کے  
 والوں کے عذاب میں اور فرمایا اَلَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا  
 صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَلِكِ وَلَا ذِي السُّلْطَانِ  
 اپنی خیرات کو احسان کہہ کر اور نہ اسکا کہنے میں تقویٰ کی

طرح سے اپنا ثواب خالص نہ کر و کہ وہ فقط کہا گیا خیر  
 کرتے ہیں جس کا نام کا بہرے کہ جب اس نے اپنے دل  
 سمجھا کہ میں نے فقیر پر احسان کیا تو نہ ظاہر میں ہی اس سے  
 ایسے ہی حرکات صادر ہوئے ہیں کہ ثواب کو مٹاتے ہیں  
 جیسا اس شخص سے کہیے کہ میں نے تیرے بڑے وقت  
 خیر گیری کی میں نہ دیتا تو تو فاقے سے مر جاتا اس سے اپنی  
 تعریف اور تعظیم اور خدمت چاہے اور نہیں تو دعا کی  
 طالب ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کسی محتاج کے گھر  
 صدقہ پہنچتیں تو نوٹ دیتی تھیں پوچھتیں کہ اس نے کیا کہا  
 کہتی کہ اس نے تمہارے واسطے دعا کی تو آپ  
 اوسکے واسطے دعا کی کرتیں کہ میرے صدقہ کا ثواب  
 نہ وضع ہو جائے بلکہ فقیر کا احسان ہے کہ وہ اللہ کا نام  
 نہ کرے اوسکے ہاتھ سے لیتا اور اوسکو آگ سے بچاتا ہے

جیسا حدیث میں آیا کہ صدقہ اعلیٰ سے ملنے والے شخص میں بڑا بڑا ہے قبل  
اس کے کہ فقیر کے ہاتھ میں پڑے ہر فقیر پر احسان رکھنا  
فی الحقیقہ اس پر احسان رکھنا ہے اور حال میں کہ اس  
ہی نے اسکول دیا تو کشتی ناکری ہے کہ اپنے محسن سے  
پر احسان رکھے اور کیا نئے وقوفی ہے کہ اسکا انجام سوتا  
اور ایذا ہے کہ فقیر کو جھڑکے یا عار دلا دے ترش روی اور  
سخت کلامی کرے یا دیگر لوگوں سے کہتا ہے اور سزا  
مارے اور فقیر کو ہلکا سمجھے اور پلے سر سے کی دانتی  
کاتنا سمجھا کہ میں نے حق واجب اور شکر ال کا ادا کیا اور  
کماٹی اور عذاب سے بچا اور عاقبت درست کی اور میں  
تو پانی کا مال مرا پت جاتا اور گردن پر دہال رہتا اور یہ  
سمجھا کہ غنی تو حساب کتاب ہی میں مال کے رہیگا اور فقیر  
راحت میں ہوگا بلکہ اگر فضل فقیر کا جانتا تو سارا مال اللہ کی

۲۱  
 راہ میں لوٹا کر فقیر ہو جانا اس واسطے کہ وہاں حسرت ہوگی  
 جب فقرا پائے جس پہلے اغنیاء سے جنت میں جاویں گے  
 ان فرض غنی کو چاہیے کہ آپ کو فقیر کا سودی جائے اس کی طرف سے  
 اس کا خادم سمجھے اور نگہ اور بڑائی سے اپنی پالت رکھے کہ خدا کا  
 سے برداری اور ریاست کا منصب پاو اور خدمت یاد رکھا  
 پہنچے جیسا حدیث میں آیا سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ یعنی  
 قوم کا وہ جو اس کا خادم ہو اور کیا خوب کہا کسی نے  
 شمع پر کہ خدمت کے دواؤں میں شہدہ ہر کہ خود را دید و محرم  
 پانچویں فصل زکات کے وجوب اور ادائیگی شرطوں کے  
 بیان میں زکات کی چیز ہوں جب فرض ہوتی ہے اولاً  
 کہ میان مولوٹھی غلام نہوا اور کتابت ہی اس میں لیا کہ وہ  
 ہی جب ایک دم مال کتابت کا اس پر باقی ہو غلام ہے  
 اگرچہ قبض اور تصرف مال کتابت میں نہ کتابت ہے کتابت

وہ غلام ہے کہ جس کو میانِ زمیں کر دی کہ اتنا مال  
 تو آزاد ہے دوسرے عاقل ہو مجنون اور دیوانہ نہ ہو یہ  
 بالغ ہو لڑکا نہ ہو چوستان ہو کافر مشرک نہ ہو باغی  
 مالک پوری نصاب کا ہو اگر د شخص ملے مالک ایک نصاب  
 کے ہوں تو زکات فرض نہیں اور نصاب شرع میں اور بقدر  
 مال کو کہتے ہیں کہ جس سے کم میں زکات فرض نہ ہو اس کا بیان  
 آتا ہے جیسے حاجت اصلی سے زائد ہو حاجت اصلی اگر ہو  
 بضرورت محتاج ہو جیسا کہ ناکر اساتوین دین ایسا نہ کہتا  
 ہو کہ بندہ اس کا مطالبہ کری اگرچہ وہ دین خدا کا ہو جیسا  
 کہ زکات دین اس کا ہی لیکن عامل اس کا طالب ہوتا ہے تو  
 دین ہی مانع نکلتا ہے صورت اس کی یہ کہ ایک شخص کے  
 پاس مثلاً دوسو درہم تھی اور سال بہر او سپر لڑا او  
 اوس نے زکات نہ دی اور اگلا سال گیا اور وہ درہم جو

ہیں تو اوس پر دوسرے سال زکات نہیں فرض ہوا۔  
 کہ پہلے سال کی زکات اوسکے ذمہ پر دین ہے جب وہ ادا کرے گا  
 تو نصاب سے مال کم ہو جائیگا تو اگلے سال کی زکات فرض نہ  
 ہوگی یہ صورت ہے کہ جسمیں نصاب باقی رہے اگر اس نے  
 اوس نصاب کو ہلاک کر ڈالا بعد پورا ہویا سال کے تو اوسکی  
 زکات دین ہے بسبب ہلاک کر ڈالنے کے پہر اگر مال اوسکے ہاتھ  
 لگ گیا نصاب کی قدر اوپر سال امیر گذر تو زکات سہر  
 اوسوٹھے کہ پہلے سال کی زکات اوسکے ذمہ پر دین ہے اگر ادا  
 کرے گا تو یہ نصاب پوری نہیں رہی گی لیکن نزدیک امام  
 ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہلاک کر ڈالنے کی صورت میں  
 زکات اس نصاب کی ہی دینی پڑتی ہے اور اس طرح قرض  
 بند و اج کا مانع زکات کا ہے مگر یہ کہ قرض دیکر نقد نصاب  
 رہے تو زکات فرض ہے اور وہ دین جسمیں بندہ مطالبہ نہیں

جیسا نذر اور کفارہ اور دین بند کا جلیقہ قرض اور قیمت کسی  
 چیز خریدی ہوئی کی اور مہر چلی و برکت دی و جامع الرموز  
 وغیرہ میں لکھا ہے کہ اگر ارادہ مہر کے ادا کر نیکار کہتا ہے  
 جسوقت روجہ طلب کرے تو مانع زکات کا ہے اور اگر  
 یہ ارادہ نہیں تو مانع نہیں زکات کا اور جامع الرموز میں حواہر  
 سے نقل کیا کہ صحیح ہے جیسا اس ملک میں کوئی مہر دیتا  
 اور نہ کوئی مانگتا ہے تو مانع زکات کا نہ ہوگا اسیوں سال  
 تمام اس نصاب گزریے یعنی قبل گزریے سال کے  
 زکات فرض نہیں لیکن اگر پہلے سہ سال تمام ہوئے ہیں وہ  
 کہیے ایک برس کی یا زیادہ کی تو ادا ہو جاتی ہے بلکہ اگر ایک  
 نصاب کا مالک ہو اور دو نصاب کی یا زیادہ کی زکات  
 دی اور بعد دینے زکات کے وہ نصاب حاصل ہو جسکی زکات  
 دی ہے تو یہ زکات کفایت کرتی ہے لیکن دو نوغین شتر



یہ ہے کہ ایک نصاب بالکل ضرور ہوا اور جو ایک کا ہی مال نہ ہو  
 تو پیشگی دینی سے ادا نہ ہوگی اور بہرہ سہ ماہی کا ہی مال مستحق  
 کی زکات سے مال مستفاد وہ کہ نصاب کے اوپر سال کے اندر  
 اور بڑھ جائے تو اس کی بھی زکات دیگا اگرچہ اس مال پر پورا  
 سال نہیں گزرا مثلاً نصاب کی قدر چاندی ساڑھی بان  
 تولہ اول سال میں تھی جب سال تمام ہوئی لگا تو ایک نصف  
 اور ہاتھ لگی ان دونوں کی زکات اس سال تمام کی دیگا گویا  
 یہ مال جواب آیا پہلی ہی سے تھا اس واسطے کہ جڑ اس کی جود  
 نصاب سے وہ موجود تھی اس واسطے اگر اس مال کی زکات  
 پہلی سے ہی دی کہتا تو درست تھی اور ادا ہو جاتی جیسا  
 پہلی گزرا نوین زکات ادا کرنے میں نیش شرط ہی وقت  
 دینی کے مستحق کو لیکن نیا مستحق کو ایک بار کی نہیں ہوتا  
 تو اس واسطے یہ بھی جائز کہ یہ کہہ کر تھی وقت اس

یاد کیل کو دیتی وقت نیت کلمت کی ہو تو یہی کفایت کرتی  
 ہے اگرچہ فقیر کو دیتی وقت نیت نہ ہو اور اگر فقیر کو دیگر نیت  
 کر لے تو یہی درست ہے لیکن جب تک وہ مال فقیر کے ہاتھ نہ  
 موجود ہی اور جو موجود نہیں تو درست نہیں لیکن اگر سارا  
 مال فقیر کو فی نیت فرض کے دی جائے یا دین آتا ہو چورہ  
 تو زکات ادا ہو جاتی ہے اور جو نیت اور واجب کے  
 جیسی نذر اور کفارہ کر لے تو زکات ادا نہ ہوگی لیکن وہ واجب  
 ادا نہ ہو جائے گا زکات اوسکے ذمہ پڑے گی اور جو سارا ندی  
 نہیں دیتی موافق قول ابو یوسف رحمہ اللہ کے مگر امام محمد رحمہ اللہ کے  
 نزدیک جتنا تصدق کریں اور تنہا کی ادا ہو جاتی ہے  
 دسویں یہ کہ مال پاک ہو یعنی حرام کا مال نہ ہو جیسا کہ شوکا  
 اور سود کا کہ اوسمیں زکات نہیں بلکہ صدقہ دینی والیکو  
 کفر کا ہی اور کہتے ہیں کہ اگر مال میں کچھ خبیث اجاوا اور شہید

جاوی تو سب مال تصدق کری محتاجوں کو گیا رہوین یہ کہ  
 اوس مال سے نفع اٹھا سکتا ہو اور بڑا سکتا ہو پس گناہ  
 فرض نہوگی جو بی بی میں اور اسباب میں جیسی فروش و طروف و غیر  
 بستہ طیکہ طرف چاندی سوچنے کے ہنوں اور کپڑوں میں اور  
 ہتیاروں میں اور دوا میں جیسے گھوڑی یا تہی اور جواہر  
 میں اور کتابوں میں اگرچہ غیر اہل کے پاس ہوں مگر یہ کہ  
 نیت تجارت کی ہو تو زکات دے اگرچہ اہل مولیکین فرق  
 یہہ ہی کہ اگر کتابیں غیر اہل کے پاس ہوں بقدر نصاب کے  
 تو اوسکو زکات لینا نہیں درست اور اہل کو زکات لینا  
 درست ہے اگرچہ صد ہار روپے کی کتابیں کہتا ہو مگر کہتے  
 ہیں کہ اگر کتابیں سو افقہ اور حدیث و تفسیر کی ہوں یا فقہ  
 اور حدیث اور تفسیر کی کتابوں کے دو نسخوں سے زیادہ کہتا  
 ہو بقدر نصاب کے تو زکات اسکو بھی لینا نہیں درست

اور عالم محتاج ہی اگرچہ کتابین کہتا ہو لیکن اگر سب دیکھا دین  
 رکھتا ہو تو کتابیں اس کی بیچ کر ادا کر دیں گے اسوے کے ساتھ  
 حتیٰ کہ نہیں محتاج ہی بسدہ کے حق کا محتاج نہیں اور زکات  
 فرض نہیں اور اسباب میں حرفی والوں کے جیسا  
 آرہ اور بسو لا بڑی کا اور ایندھن نان پر کا لیکن اگر کوئی  
 ذات کا اثر باقی رہی تو او سمین زکات سے جیسا کہ سب زکات  
 نصاب کو پہنچے اور دہنوی کے صابون میں زکات نہیں  
 اگرچہ نصاب کو پہنچے اسوے کے ساتھ اسکا اثر باقی نہیں رہتا  
 جیسا کہ سب زکات ہے اور ان لوگوں میں زکات سے اسوے نہیں کہ یہ مال یا خب  
 اصلی میں داخل ہیں یا بڑے والو میں انکی شمار نہیں  
 نیت تجارت کے حاصل کلام کا یہ ہے کہ سو اسوے  
 چاندی کے اور سو اسوے کے زکات واجب نہیں ہوتی  
 جب تک نیت تجارت کی نہ کہ یہ اگرچہ نصاب کو پہنچے

سال ہی گزریے اور اگرچہ لونڈی غلام خدمت کے نہوں  
 اور گہر رہنے کا ہوا اور اس سے پہلے گہر میں رہنے کی اور کھڑکی  
 پہننے کی قید اوپر کی عبارت میں نہیں دی اور سوام  
 اُن مویشی کو کہتے ہیں جو اکثر سال جوکل میں  
 جیسے بل بکری یا مین ہی زکات سے اور اسکی  
 تفصیل اس مختصر میں نہیں لکھی کہ اسکی احتیاج یہاں  
 کم تھی اور سالہ ہی طول ہو جاتا اور زکات نہیں اُس  
 مال میں جو گم ہو گیا اور بعد چند سال کے پایا یا دیا  
 میں گیا اور بعد چند سال کے نکلا یا غصت ہو گیا او  
 اوس پر دو گواہ نہیں اور جو گواہ ہوں یا غاصب ہو  
 تو زکات سے یکراں اونٹ بکری میں زکات نہیں اگر غاصب  
 مقرر ہو اور زکات نہیں اُس مال میں جو جوکل میں دفن کیا  
 اور جگہ اوسکی بھول گیا اور پھر یاد آیا امانت رکھنے کے

ہوں کیا لیتیں گے میں معروف اور جان پہچان ہو تو نہ  
 ہے اور جو چیزوں کی کیا ہو تو ابھینے کا ہے اگرچہ  
 بہت کم ہے اور جو قیمت میں اور میں ملکوت میں  
 کیا سو تو اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کاتے  
 بعض کے نزدیک نہیں اور زکات نہیں اور میں  
 جس کو کہ اس میں جو جائزے والے اور بعد چند سال کے  
 اقرار کریں یا ظلم ہے حاکم نے لی لیا ہو اور ہر مل کا  
 تو چھپے دنوں کی زکات فرض نہیں اس کے سوا کہ ان  
 مالوں سے نفع اور برہم ہوتی حاصل نہیں ہو سکتی ہے  
 اور اس مال کو ضار کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ  
 عنہ نے فرمایا کہ زکات نہیں مال ضار میں ضار وہ  
 ملک میں ہو اور کام میں آسکے لیکن اگر ضار ہو  
 بعد گزرنے سال کے تو اس سال کی زکات دینی پڑی

نی اور جو دین اور حق ہو اگرچہ نگار نہ ہو پوچھنے کے  
 نزدیک ہو سکی تھک سستی ثابت ہوئی ہو لداہ میں شریعہ  
 رکات پچھنے دنوں کی دیکھا چھٹی فصل  
 مضامین کے اور قدر رکات کے بیان میں تدریجاً  
 کہ جس سے کم نیز رکات فرض نہیں ہوتی سوئے ہیں  
 جس میں شغال ہے جس کے ساتھ سات تولہ ذراں خواہ  
 ہی اور چاندی میں دو سے درم جسکی ستاواں روئے  
 تین ہاشہ چاندی ہوتی ہے لکھنوی کے روئے سے  
 جو گیارہ ہاشہ کا ہوتا ہے اور تولوں کے ساتھ باون  
 تولہ چاندی ہوتی ہے خواہ سکہ ہو خواہ دیلا  
 سوئے کا ہو خواہ زیور خواہ برتن سب میں اسی  
 روئے کے حساب سے رکات ہے اور قیمت کا اعتبار نہ  
 یعنی مثلاً ایک زیور ہوا اور اوس میں سونا چھ تولے

ہوا اور ڈیرہ تولے کی گہرائی لگنی ہو تو قیمت کیچراہ  
 وہ زیور سٹری سات تولے سوئے یا ہوا اور وزن  
 میں چھ ہی تولے ہی توڑکات اور سمین نہیں وزن  
 سارے سات تولے ہوتا توڑکات ہوتی اور <sup>سطح</sup>  
 چاندی میں وزن سارے باون تولے کا معتبر ہے اگر <sup>بازار</sup>  
 اس سے کم ہوا اور گہرائی سے قیمت ہے اور قدر کا  
 کو پچھے تو معتبر نہیں اور سکی کات نہ دیا جیسا <sup>کے</sup>  
 شخص کے پاس چوالیس تولے چاندی ہوا اور سکی  
 بازار میں ساٹھ سات تولے ہوتا ہو تو توڑکات  
 اور سپر نہیں اسو <sup>سطح</sup> کہ یہاں قیمت کا اعتبار نہیں  
 اور اس طرح جو سات تولے ہوتا ہو اور قیمت اور سکی  
 سارے باون تولے چاندی ہو تو اور سمین ہی <sup>بازار</sup>  
 نہیں سولہ اور زکات چالیسوں حصہ ہے نصیب کا



یعنی ہر شتقال میں دو ہی شتقال یعنی سارہی سات تو ہے  
 میں دوادو شتہ سونا اور دو سودرم میں پانچ درم چاندی  
 یعنی سارہی باون تو ہے یعنی پونہ سو لہ کاشے چاندی  
 چالیسواں حصہ ہے **مسئلہ** اگر نصاب زیادہ ہو  
 پانچوں حصہ تک نصاب کے معاف ہی رکات نہیں جب  
 پہلے پانچوں حصہ نصاب پر پڑے پچھلے حصہ کا بھی  
 پڑے گا مثلاً دو سودرم پر اگر ایک کم چالیس درم کاٹ میں  
 تو معاف ہی رکات نہیں جب پورے چالیس درم کا پچھلے  
 حصہ دو سودرم کا بھی پڑے پچھلے حصہ پر پڑے تو ایک درم جو چھلے  
 چالیس درم کا بھی پڑے اور دینا ہوگا یعنی سارہی باون تو لے کر  
 جب پانچوں حصہ اوستکا جو سارہی دس تو لے کر ہی پڑے گا  
 تو چھلے حصہ سارہی دس تو لے گا بھی جو تین کاشے  
 اور ایک رتی اور ایک پنجم حصہ رتی کا بھی دینا ہوگا تو

تو مجموع رکات ترسٹہ تولہ کی پوئے انیس ہاں اور  
 ایک رتی اور ایک پنجم حصہ رتی ہوگی اور اسے طرح جدا اور  
 سترہ بیس تولہ ہر بیس تولہ رکات ہی ہر بیس رتی اور سترہ  
 دس تولہ سے کم ہر بیس تولہ معافیت ہو میں رکات نہیں اور  
 اسے طرح سو میں جب چار شقال جو یا چوان حصہ پیش کیا  
 ہی ہر بیس کا تو چہلم حصہ چار شقال کا ہی اور شقال ہر بیس کا  
 پنج میں معاف ہی یعنی سارہی سات تولہ سو فی میں  
 دو ہاں شہہ رکات ہی تو یا چوان حصہ سارہی سات تولہ کا  
 دھیرہ تولہ جب سارہی سات تولہ ہر بیس اور مجموعہ تولہ  
 ہو تو چہلم حصہ چار شقال کا یعنی سارہی بیس رتی اور  
 ایک پنجم حصہ رتی اور ایک دہم حصہ رتی کا ہوتا ہوا  
 دو ہاں شہہ ہر بیس کا اور مجموعہ دو ہاں شہہ پانچ رتی اور چار  
 پنجم حصہ رتی یعنی دو ہاں شہہ اور چہلم رتی ایک پنجم حصہ رتی کا

کم ہوگا اسی طرح جب نصاب پنجم حصہ اور بڑھ گیا تو رکعات  
 بڑھ گئی اور پنجم حصہ سے کم بڑھ گیا تو رکعات معاف ہیں  
 اگر کسی نے پہلے سے نصاب پڑھا ہو اور پھر اس کا ایک اور حصہ پڑھا ہو  
 نزدیک اگر ایک درم بھی دو سو پڑا تو زیادہ ہو تو اور نصاب  
 چھ حصہ رکعات میں دینا ہوگا اور ایک شہری سوا  
 ساڑھے سات تولہ پڑا تو زیادہ ہو تو اس کا بھی چھ حصہ  
 رکعات میں پڑا جائے گا **مسئلہ** اگر سوا نصاب  
 سے کم ہو اور چاندی بھی نصاب سے کم ہو تو دونوں کو ملا کر  
 ایک نصاب برابر دیکر یا نقد نصاب سے کم نہ ہو تو  
 یقیناً جس تجارت ملا کے نصاب پوری کر کے  
 رکعات دینگے لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قیمت ایک  
 کی کر کے دوسری سے ملا دینگے اور صاحبین رحمہم  
 لغیر نزدیک حصہ اور ٹکڑے نصاب کے جوڑینگے مثلاً

جیسے سودرم چاندی ہو اور پانچ مثقال سوئے کی  
 قیمت سودرم ہو تو دو سودرم قیمت کے مساوی  
 ہوئی چاندی کی نصاب پوری ہوئی رکات چاندی کی  
 دیگا اور صاحبین ربح کے نزدیک رکات نہیں سوئے  
 کہ اسی نصاب تو چاندی کی سودرم ہے لیکن سوئے کی  
 پاؤ نصاب تہی آدمی اور پاؤ نصاب سے پوری نصاب نہیں ہوتی  
 نو رکات لازم نہ آویگی اور مثلاً اگر دس مثقال سوئے ہو  
 اور سودرم اور دس مثقال سوئے قیمت میں ایک سو چالیس  
 کا سو تو امام اعظم ربح کے نزدیک رکات دو سو چالیس آدمی  
 چہرہ دم دیگا اور صاحبین ربح کی نزدیک پانچ دم سوئے  
 کہ اون کے نزدیک اسی نصاب سوئے کی تہی اور آدمی  
 کی دو نو ملکر ایک نصاب ہوئی نہ زیادہ ایک سے تو  
 ایک ہی نصاب کی رکات دیگا اور یہ وہی ہے

امام عظیم رخ سے آئی ہے اگر کوئی کہے کہ زکات میں کیا  
 اعتبار نہیں کرتے جیسا کہ اوپر گدرا اور سونے کو چاندی کی  
 طرف یا چاندی کو سونے کی طرف قیمت کر کے پھیر لینا درست  
 ہے یا یہ کہیامجبب جواب سونا چاندی جب دونوں ملے ایک  
 شخص کے پاس گئے اور ان دونوں کو جدا سے  
 بچایا کہ ان سے اور چیزیں خریدیں اور یہ بدلہ لیں اور یہ  
 اس غرض میں شریک ہی تو ایک کو دوسری کی طرف  
 اس مناسبت سے پھیر لینا فقیروں کے نفع کے واسطے اور جب  
 ایک ہی ہو تو دوسری کی طرف جو موجود نہیں ایک  
 ساتھ پھیرا نہیں پہنچتا لیکن جب ایک کے عوض میں  
 دوسرے کو خرید لے اور نصاب پوری ہو تو زکات  
 واجب ہو جاوے گی مثلاً ایک شخص کے پاس پچاس تولے  
 چاندی تھی اوسکا اوسے سے سات تولے سو خریدا

نو بعد سال کے زکات دیگا اور جب سو ناپانڈی ملکر  
 نصاب ہوئی تو ہر ایک میں سے چالیسواں حصہ دیگا اور  
 یہی صحیح ہے اور جس سے قیمت کرنے میں نصاب پوری  
 ہوتی ہو اور کسی قیمت کرنے کے اور جو دو نوے سے نصاب  
 پوری ہوتی ہو تو جس کا رواج زیادہ ہو اور اس سے قیمت  
 کرنے کے اور اس میں بھی برابر ہوں تو اختیار ہے جس  
 چاہے قیمت کرے لیکن قیمت کہ راجح سے کرے  
 جب کہ راجح سے قیمت کر کے نصاب کو پہنچے تو زکا  
 ہی اور قیمت اس دن کی معتبر ہے جس دن زکات  
 فرض ہوئی ہے اگرچہ ادا کرتے وقت کم زیادہ ہو  
**مسئلہ** زکات کے واجب ہونے میں نصاب کا  
 پورا موجود ہونا شرط ہے اول سال میں اور آخر سال میں  
 اگرچہ بیچ میں نصاب سے کم ہو جائے مثلاً ایک شخص کے

پاس نصاب چاندی کی سارے ہاون کو چاندی غرہ  
 رمضان کو موجود تھی اور سبب میں خرچ ہو گئی لیکن نقد  
 ایک چھلے یا انگوٹھی کے رہ گئی اور پھر جب دوسرے  
 رمضان کا غرہ نزدیک آیا اور چاندی ہاتھ لگی کہ اونس باقی  
 کے ساتھ ملے نصاب پوری ہو جاتی ہے تو رکات  
 اس پوری نصاب کی دیگا اور سبب میں کم ہو جانا نصاب  
 کیا تو سب سے کچھ کام نہ او لگا اس وقت کہ فصاٹ اول  
 آخر میں تو پوری موجود تھی اور جو سبب مال خرچ ہو جاوے  
 یہاں تک کہ ایک چھلے کی قدر ہی اوس میں نہیں رہے  
 اور پھر مال ملے یا بعد سال کے ملے تو رکات اس  
 سال کی نہ دیگا بلکہ اس کا حساب الگ ہوگا مثلاً  
 بکریاں تجارت کی ہئین اور قبل تمام ہونے سال کے  
 مرگئیں پھر اون کی کہالیں آخر سال میں دباغت سے

نصاب کو پہنچیں تو زکات اس سال کی دیگا اور جو  
 انگور کا تجارت کا تھا اور شراب ہو گیا اور ہر کہ  
 ہو گیا اور نصاب کو پہنچا تو زکات ندیگا اسو اسطے  
 کہ شراب ہونے سے مال ہلاک ہو گیا تھا اور مرے سے بیکر کو  
 میں نقصان ہو گیا تھا سو آخر سال ہر نصاب پوری  
 ہو گئی **ساتویں فصل** اجناس تجارت کے

بیان میں جو جنس کہ تجارت کی نیت سے خریدی وہ  
 تجارت کی ہو جاوے گی اور سمین بکات ہے اور جو میرا  
 میں ملے یا عورت کو مہر میں ملے یا عورت نے  
 طلاق کے عوض میں دی یا وصیت سے ملے یا صلح سے  
 قصاص کے ملے اور اس طرح جو مال کہ بدون عوض  
 مال کے ملے اور اس میں نیت تجارت کی مالک ہوئے  
 وقت کرے تو وہ جنس تجارت کی نہیں ہوتی جس



کتاب کچھ تصرف تجارت کا نہ کرے جیسا خریدے وہ چیز  
 جس میں تجارت ہوتی ہو لیکن سوئے چاندی میں نیت  
 تجارت کی ہو یا تہوزکات دینی پڑی گی جیسا کہ گذرا  
 اور ایک چیز خرید کرے اس سے کہ اگر نفع ملیگا تو بیچ  
 ڈالوں گا یا اپنی زمین کے غلہ میں نیت تجارت کی کرے  
 تو تجارت کی نہیں پڑتی اور زکات اس میں نہیں  
 مسئلہ اگر سوئے چاندی میں کسی چیز کا مثل رائے پتل کے  
 ملا ہو اگر سونا چاندی کم ہو اور ملا زیادہ ہو تو یہ  
 ہی جس تجارت کے حکم میں ہے اگر نیت تجارت  
 کی ہو تو زکات ہے اور جو نیت تجارت کی نہیں تو  
 زکات نہیں لیکن اگر سونا یا چاندی خالص سمیٹا ہوا  
 کہ قدر نصاب کو پہنچے تو زکات لے نیت تجارت کے ہی  
 ہے یا اس کا چلن مثل روپے اور شرفی کے ہو اور نصاب

کی قیمت کو چاندی یا سوینے کے پتھر تو بہی زکات ہے یا  
 کچھ چاندی سونا اور سہین کا سو اور کچھ اسکے پاس علیحدہ ہو  
 اور ایک نصاب ہو جاوے تو بہی زکات ہے اور جو ملاو کم ہو  
 تو چاندی سوینے کا حکم ہے اور غالب کا اعتبار ہی شروع ہوتا  
 کہوٹا چاندی سونا اور کھرا برابر کہتے ہیں اور اسی حکم  
 میں وہ کہ جس میں ملاو برابر ہو یعنی سوینے چاندی کا حکم  
 اوسکا ہی ہے اور جو سونا چاندی دو نو ملے ہوں تو اگر  
 سونا غالب ہے تو سب سونا سے زکات سوینے کی دی جائے  
 اور جو چاندی غالب ہو تو سوینے کو اوسکا مانع نہ کرینگے  
 کہ وہ بڑی چیز ہے اور قیمت زیادہ رکھتا ہے تو اگر  
 چاندی یا سونا نصاب کی قدر ہو تو زکات ہوگی اور  
 نہیں تو معلوم ہوتا کہ ضم کا مسئلہ جاری کرینگے  
 یعنی ایک کو دوسری سے قیمت کر کے امام اعظم رحمہ

نزدیک اور اجزاء سے صبا جین ریح نزدیک ملا کر نصاب  
 پوری کرینگے اور اگر ضم کا مسئلہ نہ جاری کریں تو لازم آتا  
 کہ ایک شخص کے پاس چار خمس نصاب چاندی جیسے ہو  
 ایک سو ساٹھ درم ہو اور ڈیڑھ تولہ سونا و سمین ملا ہو  
 تو زکات نہو اور حال یہ کہ ضم کی صورت میں باقی  
 زکات سے اسوٹھے کہ چار خمس نصاب چاندی کی اور  
 ایک خمس سونے کی ملا کر پوری نصاب ہوتی ہے  
 بلکہ اگر اکاون تولہ چاندی میں ڈیڑھ تولہ سونا ملا ہو  
 تو چار میں زکات نہو حال یہ کہ اگر ڈیڑھ تولہ سونا  
 والگا ملا ہو تا بلکہ ساٹھ یا بیس باون تولہ چاندی میں  
 دس تولہ پتیل ملا ہو تو زکات ہی اور ان سونے  
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ تخمین اور اندازہ مبصرون کا  
 کفایت کرتا ہے اور نہیں تو ملاویسے چاندی

سونا علیہ کمرنا شکل اور حرج ہے اور جب تخمین اور  
 اندازہ درست ہوگا تو یہ بہ ہی جائز ہوگا کہ جہاں اور کو  
 دو مبصرین اندازہ کروا کے زکات ادا کر دے لیکن اب  
 تک تبصریح نظر نہیں آیا، مسئلہ اگر غلام لونڈی تجارت  
 کی نیت سے خریدے اور پھر نیت خدمت کی کر لے تو خدمت  
 کا ہو گیا اور تجارت کا نہ رہا پھر اگر نیت تجارت کی کرے  
 تو وہی تجارت کا نہیں ہو تا جب تک معاملہ تجارت کا  
 مثل خرید و فروخت کے نہ کرے اٹھویں فصل دین کے  
 بیان میں مسئلہ دین کی زکات نکالنی واجب  
 نہیں ہوتی جب تک کہ قبضے میں نہ آوے اور دین  
 کے تین قسم ہیں ایک قوی دوسرا ضعیف  
 تیسرا متوسط یعنی بیچ میں قوی اور ضعیف کے او  
 ۱ ہر ایک کا حکم جدا دین قوی جیسا کہ لامل تجارت

نکال اور فرض ادسکا حکم یہ ہے کہ جب اوسمیں سے پنجم حصہ نکال  
 سکا وصول ہو تو چالیسواں حصہ سکارکات نکال دیے  
 اور اسی طرح جب پانچواں حصہ اور طے تو اوسکی رکات دے  
 مثلاً ایک شخص میرا سیکے دو سو درم قرض ہے یا دو سو کو  
 غلام تجارت کا بیچا تھا اوسمیں پانچ قسطنین ہوں چالیس  
 چالیس کی جب ایک قسط وصول ہوگی تو ایک درم  
 زکات کا نکال دیگا اور چالیس سے کم وصول ہو تو زکات  
 کا نکالنا فرض نہیں جب تک چالیس کو نہ پہنچے اور روٹے  
 اور تولوں کے حساب سے یوں سمجھا جائے کہ مثلاً سو  
 روپے اور تین شے چاندی جسکے سترہ سو باون تولہ  
 ہوئی کسی سے قرض آتی تھی یا اپنے کو مال تجارت کا  
 بیچا تھا اوسمیں گیارہ روپے اور پانچ ہشت چاندی  
 جسکے سترہ سو تولہ چاندی ہوئی جو پانچواں حصہ

نصاب کا ہی وصول ہو تو چالیسواں حصہ اسکا جو  
تین ہشت اور ایک تہی اور ایک پنجم حصہ تہی کا سوا  
زکات دیگا اور اس طرح سوئے کو سبھا جائے کہ  
اگر مانحوان حصہ نصاب وصول ہوگا تو زکات آٹھ  
کی دیگا اور دین متوسط جیسا قدم خدمت کا یا کڑا  
پہنے کا بیچا تو اوسمیں جب پوری نصاب کے قدر  
وصول ہو تو زکات دینی فرض ہے اور تہوڑا تہوڑا  
وصول ہوتا جاوے تو زکات نکالنا فرض نہیں مگر  
جب پوری نصاب وصول ہو جاوے تو زکات دیگا  
یعنی دو صورت میں پہلے سال کو گئے گا بعد  
دین ضعیف کے کہ جب اوسمیں بقدر نصاب کے  
وصول ہوئے اور بعد وصول ہونیکے سال پورا  
گزرے تو زکات فرض ہوتی ہے اور دین ضعیف جو

بدل مال کا بنو جیسا ہر اور دیت لیکن جیسا جین سے کے نزدیک  
 سب بنو نہیں جتنا وصول ہو تا جاوے گا زکات دینا  
 لیکن دیت میں اور ارش جنات میں اور بدل کتابت میں  
 بعد قبض نصاب کے سال تمام گزرے تو زکات فرض ہوگی  
**نون فصل** زکات کے مصرف کے بیان میں ہضم

وہ کہ جسکو زکات دینی درست ہو اور اسکو دینی سے  
 نوا ہو جائے ایک تو فقیر ہے جسکے پاس نصاب کے کم ہو  
 دوسرا مسکین جسکے پاس کچھ نہ ہو تیسرا عامل جو زکا  
 تحویل کرتا ہو بادشاہ کی طرف سے بقدر محنت کے  
 اوسکے اور اوسکے ساتھ کے پیادوں کے لیکن جتنا تحصیل  
 کیا ہے اوسکے آدھے سے زیادہ دینگے چوتھا مسکین  
 کہ اوسکی گردن پہور آوے لیکن بکاتب شہی کا او  
 زکات دینے والے کا بنو یا نچوان دین دار کہ جسکے پاس

دین سے زیادہ بقدر نصاب کے نہو چھٹھا جو اللہ کے  
 رستے میں ہو جیسا جہاد کر نوا لاکھ اوسکے پاس اسباب  
 جہاد کا جیسا تھیار اور گھوڑا وغیرہ نہو اگر چہ قادر ہو  
 قدر نصاب پر راجح کو جانے والا کہ رستے میں اوسکا  
 اسباب سفر کا جیسا سواری اور کھانا ہلاک ہو گیا ہو  
 یا طالب علم جو دین کے علم کی طلب کریں ساتھ  
 کہ اپنے مال سے الگ ہو گیا ہو جیسا مسافر کے گھر میں  
 مال ہو اور یہ گھر سے دور ہو یا کسی پردین آتا ہو اور زیادہ  
 غائب ہو یا منکر ہو یا تنگ دست ہو یا دیندار سے بدست  
 ہو گئی ہو اور بالفعل نہ مانگ سکتا ہو پھر ان میں سے  
 بعض کو دیے یا سب کو دیے لیکن مالک کر کے تو ادا  
 نہو گی زکات چوہل اور مسجد کی تعمیر یا مرد کے کفن میں  
 لگا دیے یا مردی کا دین ادا کر کے لیکن فقیر کا دین ادا



کر دی اویکے امر سے بشرطیکہ وہ فقیر زندہ ہو تو زکات ادا ہو جائیگی  
 اور جو کہہ کرے یا بدو ن امر کے ادا کیا تو زکات ادا نہ ہوگی اور ادا نہ ہوگی  
 زکات جمع غلام آزاد کر دے یا اپنے غلام کو دے اگرچہ آدا آزاد کر دیا ہو یا نہ ہو  
 یا بدو ن ہو بدو ن کہ جسکو کہے کہ تو بعد میں میری آزادی ہے ان صورتوں میں لک کر دنیا  
 نہیں بایا جاتا اور ادا نہ ہوگی اگر اوسکو کہے کہ جسکے پیٹ سے پیدا ہوا جیسا ما  
 باپ تانی خانہ ادا دی داد ایا جواسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اگرچہ  
 حرامی ہو یا اسنے انکار کیا اور اسکی جورو سے پیدا ہوا ہو  
 یا اپنی جورو کو دیے یا جورو خاوند کو دیے یا غنی کو دیے غنی  
 وہ جو نصاب کا مالک ہو اور دیندار نہ ہو اور وہ نصاب  
 حاجت اصلی سے زائد ہو یا غنی کے غلام کو اگرچہ بدو ن ہو  
 یا ایا ج ہو یا مرد غنی کے چھوٹے بچے کو دیے یا اپنی ہاشم کو  
 یا اونکے چیلون کو یعنی وہ غلام کہ آزاد کیے ہو پہلے  
 اگرچہ امام اعظم رحمہ اللہ روایت آئی ہے کہ ہاشمی کو زکات

دیے کہ اب خمس نہیں ملتا لیکن یہ روایت معمول اور معتبر  
 نہیں اور صحیح یہ ہے کہ ناشمی کو ناشمی کی ہی رکعات  
 نہیں درست اور اسی طرح ہر صدقہ فرضی لیکن صدقہ  
 نفلی اور وقف درست ہے یا کافر کو اگرچہ ذمی ہو یا بدعتی  
 کو جسکی بدعت حد کفر کو پہنچی ہو جیسا خارجی یا جہمی  
 ان کے دینے سے رکعات ادا نہیں ہوتی اور رکعات حلال  
 نہیں کسی پیغمبر کو اور صدقہ مطلقاً حلال نہیں ہمارے پیغمبر  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مگر یہ اور پیشکش مسلمان  
 نہ دیے کہ مالک نصاب کا ہو جاوے لیکن اگر اوپر  
 دین بہت ہو یا عیال بہت کہتا ہو ایسا کہ اگر ایک  
 کو عیال میں نیٹے تو نصاب کی قدر نہ پہنچے تو اسکو  
 نصاب سے زیادہ بھی دینا درست ہے **مسئلہ** اگر  
 خوب سچ کے مصرف رکعات کا جان کر رکعات دیے

اور صحیح معلوم ہو کہ مصرف نہیں تو اگر اس کا غلام ہے  
 یا کافر ہے غیر ذمی تو ادائیگی اور نہیں تو ادائیگی مسلسلہ  
 ایک شہر سے دوسرے میں لیجانا نہیں چاہئے لیکن جو اس کے  
 قریبی محتاج و مان رہتے ہوں یا و مان نفع مسلمانوں کو  
 زیادہ ہو چننا ہو یا یہاں کے محتاجوں سے بچ رہا ہو یا یہ  
 دارالحرب میں رہتا ہو یا و مان عاید زاہد عالم طالب علم  
 رہتے ہوں یا سال گذرنے سے پہلے رکات نکائی ہو  
 تو ان صورتوں میں دوسرے شہر میں بھیجا درست ہے  
**دسویں فصل صدقہ فطر کے بیان میں صدقہ فطر**  
 واجب ہے ہر مسلمان پر جو میان ہو یعنی نوٹھی غذا  
 ہو اگرچہ لڑکا ہو یا دیوانہ یہاں تک کہ اگر ولی اس کا  
 ندیے تو وہ بالغ ہو کر ادا کرے بشرطیکہ مالک ہو کسی  
 نصاب کا کہ حاجت اصلی سے زیادہ ہو اور خالی ہو دین

اگرچہ وہ نصیب قابل بڑھوتی اور افزونی کے نہ ہو جیسا کہ  
 حویلی سونڈر ایدر بنیے سے اگرچہ تجارت کی نہ ہو اور اتنی  
 ہی مقدار پر قریانی اور نفقہ محرمون کا واجب ہونا  
 اور زکات لینے حرام ہو جاتی ہے اور ساقط نہیں ہوتا  
 صدقہ فطر کا ہلاک ہونے سے مال کے بخلاف زکات کے  
 کہ ہلاک ہونے کی صورت میں ساقط ہو جاتی ہے اور صدقہ  
 فطر اپنی طرف سے دیے اور اپنے چھوٹے بچے محتاج کی  
 طرف سے اور بڑے مجنون کی طرف سے اور جو اب  
 محتاج ہو یا مر گیا ہو تو داد اقامت تمام باپ کے اس با  
 میں ہے اور اپنے غلام لونڈی کی طرف سے دیے اگرچہ  
 کافر ہو لیکن ایک مکان کا اور ایک غلام جو دو میں  
 مشترک ہو اس کا صدقہ کسی پر نہیں نہ میان پر نہ  
 غلام پر اور نہ ہاگے غلام کا اور معصوب کا بچے پر نہ

جبے جب گراویے اور شد بخور و کے اور بڑے بچے کی  
 طرف سے نیکن اگر یہ نکاح عیال دار ہوا ورنے پوچھے اپنی  
 کر کے تو ادا ہو جاتا ہے اور نہیں تو بدون اون کے اور کے  
 ادا نہیں ہوتا اور مقدار صدقہ فطر کی فی کس آدھا صاع  
 کہ جسکا احتیاط چھٹا مک ڈیڑھ سیر ہے لکھنوی کے سیر  
 جو چھانوے روپے ہر کا ہے اور ہر روپہ گیارہ ماشہ  
 اور تحقیق اسکی ذرن کے بیان میں آو گلی گھون ہوں  
 گھون کا یا ستو گھون کے اور چوانگور خشک اور چھوٹا  
 خشک یا چھوٹوں تو پورا صاع اور چوا در غلہ دے جیسا  
 چوار باجرا اتنے گھون کی قیمت کا حساب کر کے دیے او  
 نقد ہی دینا درستی بلکہ نقد افضل ہے یعنی کہ جس خط  
 کے دونوں غلہ افضل ہے اور صدقہ فطر واجب ہوتا ہے  
 عید کی طلوع فجر اگر اس سے پہلے مر جائے یا بعد طلوع کے

پیدا ہو یا مسلمان ہو او اس پر واجب نہیں اور مستحب ہے  
 دنیا قبل عید گاہ جائیکے بعد طلوع فجر کے اور بعد آٹھ  
 رمضان کے قبل عید کے روز سے دیے تو بھی درست ہے  
 اور بعد عید کے دن کے دیے تو بعض کہتے ہیں یہاں تک کہ  
 قضا ہے لیکن ذمہ سے اوتر جائے اور جائے کہ ایک کا صدقہ  
 ایک کو یا کئی کو دیے یا کئی کا ایک کو دیے مانند زکات کے  
 اور مصرف اسکا جو مصرف زکات کا اور صحیح ہی ہے کہ  
 ذمی کو دینا نہیں درست اور اسی پر فتوٰ ہے جیسا کہ  
 اور نذر اور کفارہ اور صدقہ واجب نہیں درست لیکن  
 ذمی کو نفلی صدقہ درست ہے اور کافر کو سوئے ذمی کے  
 کوئی صدقہ نہیں درست گیارہویں فصل مسائل متفرقہ  
 کے بیان میں شک ہو کہ زکات دی ہے یا نہیں تو پھر  
 اگر جبراً زکات لی تو نہیں درست لیکن قید کرے کہ آپ

ویسے لیکن بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ مسلمان کو پہنچتا ہے  
 کہ زبردستی رکات دے اور اوسکے مصرف میں خرچ کرے  
 اگر اپنی بہن کو نہ رکات دے اور اوسکا خاوند محتاج ہو تو در  
 ہے اور جو غنی ہو اور مہر نصاب کے کم ہو تو نہی رکات در  
 ہے اور جو مہر نصاب کی قدر ہو اور خاوند او شکا غنی ہو  
 اور مہر ادا کرے میں انکا نہ کرتا ہو تو نہ میں درست اپنی اقرار  
 کو نفقہ دے رکات کی نیت سے تو جائز ہے رکات دینی  
 درست ہے اوسکو جسکی نہ میں کا غلہ سال بہر اوسکے عیال کو  
 وفا نہیں کرتا اگر رکات دے ایسے شخص کو کہ جسکے پاس  
 ہزار روپے ہوں اور تنہا ہی اوس پر فرض ہوں تو  
 ادا ہو جائیگی لیکن کہراہت سے لینے والیکو اگر قوت سال کا ہو  
 نصاب کے برابر اور لباس جاڑے کا ہو گرمی کا ہو تو  
 اویسے رکات لینا درست ہے ایک کم دو سو درم پاس ہوں

اور دودھ زکات کے ملتے ہوں تو ایک لے اور ایک نہ لے <sup>مٹے</sup>  
 کہ ایک میں بالک نصاب کا ہو جائیگا اور نصاب کے مالک کو  
 زکات نہیں دے سکتا <sup>۱۱</sup> زکات نصاب کے پہلے سے دے اور قرآن  
 سال تمام ہونیکے وہ مال نصاب سے کم ہو گیا اگر فقیر کو دی  
 تو نہ پھیرے اور جو مال کو دی تو پھیرے اور اگر عامل نے  
 فقیر کو دی ہو تو اور مال سے اسکو پھیر دے <sup>۱۲</sup> معلم اگر  
 اپنے خلیفہ کو زکات دے تو درست ہے بشرطیکہ وہ خلیفہ  
 لئے بھی کام کیا کرتا ہو <sup>۱۳</sup> مریض مرض موت کا اگر زکات اپنی  
 کو دے اور یہی وارث بھی ہو تو جائز ہے اور جو وارث  
 اور یہی ہو تو یہ مال پھیر لیا جاوے گا <sup>۱۴</sup> پرانا غلہ ہے صدقہ  
 فطر میں دے تو اسکی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ جائز  
 رکھے اور غلہ موجود ہو تو جائز ہو جائیگا اور اگر غلہ موجود  
 نہ ہو تو نہیں جائز لیکن یہ اسکا بدلہ دے تو ہر حال میں جائز



۴۴  
ہو جاوے گا زکات کی قیمت ہو اور قرض کا نام لے تو درست ہے

اسوایہ کہ نیت کا اعتبار ہے اور بغضیہ کہتے ہیں کہ قرض کے

معنی زکات کے لئے ہوں تو جائز اور ایطرح جو مسکین کو

زکات کی نیت سے دیے اور نام بیکالے تو درست ہے

افضل یہ ہے کہ زکات اعلان سے دیے اور صدقہ نقل میں پوشیدہ

دینا بہتر ہے زکات میں اعتبار سال قمری کا ہے شمس کا نہیں

اگر بعد سال کے دین چھوڑے اگر دین اور محتاج ہو تو زکات ساقط

ہے اور اگر غنی ہے تو اعمیٰ میں اختلاف ہے بغضیہ کہتے ہیں غنی کو چھوڑ

دینے سے زکات ساقط نہو گی جس فقر کے پاس قدر کافی <sup>سطح</sup> دا

معیشت کی ہو اور تو شہ گھر تک پہنچنے کا ہو اسکو زکات

نہیں درست اگر آدمی کے گھر میں بالی ہو اور بابا پ یا بچے محتاج

ہوں اور فقیر کو زکات نہ دیے اور فقیر اسکے بابا بچے یا بچوں کو دے

مکروہ ہے اگر اسنے جیلہ کیا ہے ایک شخص سردس سے <sup>۴۵</sup> مثلاً

زکات کے چوتھے ہو گئے اور دس سو روپے اس پر فرض نہیں  
 اور دس سو روپے ایسکے پاس ہیں اگر زکات میں دس سو روپے  
 رہ جائے تو پہلے فرض ادا کرے اور اس کا حق پیچھے دیکر  
 یا بر تقدیر نصاب کے مال تھا اور اتنا ہی دین زکات کا ہزار گنا  
 نذرے اور اگر دیکر مر جاو تو وارثوں کو جائز ہے کہ وہ تہائی او سہمیں  
 سے پہر لیں اور زکات کو بمنزلہ وصیت کے ہر دین لیکن یہ طور  
 قاضی کے فیصلے کے یہ نہیں تو دیانت میں اور معاملہ خفیہ  
 میں اس میں دنیا درست ہے فرض لیکر زکات چڑھی ہوئی  
 ادا کر دے تو جائز ہے اگر چاہئے کہ کما کر فرض ادا کر دوں گا  
 اگر ایک شخص زکات کے حق میں تاخیر کرے تو فیہ کو سزا ہے  
 نہیں ہنچا اور زے اجازت ہے کہ اس کے مال سے لینا نہیں  
 چاہئے ایک عورت کو ہزار روپے مہر ملا اور سال گذرا او  
 حلاق پڑی قبل صحبت کے تو ادا مہر نکاح کو پہر دیا لیکر زکات

اوس کو یہ کہ یہی دگی ایک شخص کو مال بخش دیا اور پھر مال  
 کے رجوع کیا یعنی یہ پھر لی تو زکات دو نو سو فیصد اس سے  
 کہ بخشنے والے کے پاس سال میں تھا اور جس کے پاس نہ تھا اور  
 چھ سال گئے اور یہ جلد ہے زکات کے دینے کا ایک شخص مال  
 بہہ کر دے اور جب مال تمام ہونیکے ہو تو پھر نے جب  
 سال تمام ہونیکو ہو تو پھر بہہ کر دے بعد اوسکے پھر پھر  
 یا جب مال تمام ہونیکے قریب ہو تو ایک درم دو سو سو  
 خیرات کر دے تاکہ نصاب پوری ہو لیکن خدا کے آگے  
 سید نہیں علیا اور فقیر و انکا حق تلف کرنا اچھا نہیں ایک  
 فقیر کو زکات دے اور کہے تو مسجد کی تعمیر میں لگا دے تو  
 چلے مسجد کی تعمیر میں اور بل وغیرہ میں لگا دینے کا  
 لیکن اگر وہ فقیر نہ لگا دے تو اوپر جبر نہیں پھینکا  
 مال کو اگر دے سے کہے کہ یہ مال فقیروں کو بانٹ دے

جاڑے اسوے کی نیت امر کرنے والے کی معتبر ہے اور حرم  
 اگر وکیل ہے کیے کہ صدق فعلی ہے یا کفارہ یا نذر ہے بعد اس کے  
 زکات کی نیت کرے تو درست ہے جب تک وکیل فی ہاتھ  
 ہوا اور وکیل کو جانہ ہے کہ اپنی جو روپیہ محتاج کو دیے لیکن  
 آپ نے لے کر موکل پہ کہہ دیے کہ جہاں تو چاہو مان بہتال کہہ  
 تو اسکو ہی لینا درست ہے اور جو وکیل نے روپیہ زکا  
 میں دے تو جانہ ہے اگر نیت میں ہے کہ موکل کے روپیوں  
 میں سے لے لوں گا لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ موکل کے روپیے  
 موجود ہوں زکات میں قیمت بھی دینا درست ہے امام عظیم  
 رح کے نزدیک یعنی فرض دینے کے ایک حصے یا  
 اسکی قیمت نہ یہ کہ قیمت بدلا یا اسکا اسوے کہ بدلا  
 درست نہیں جسے موجود ہوا اور امام شافعی رح  
 نزدیک قیمت نہیں درست امام شافعی رح کی دلیل ظاہر

صحیح ہے کہ مال میں سے چھل ایک روپیہ اور حدیث میں آیا ہے  
 مَا خَالَطَتِ الزَّكَاةُ مَالًا وَطَافَ أَهْلُكَ  
 یعنی نہیں ملتی زکات کسی مال میں مگر اس کو ہلاک کر دیتی ہے  
 یعنی زکات مال میں ملے ہوئے اور اس میں سے نہ نکلے تو وہ  
 مال ہلاک ہو جائیگا اور اس پر بارگاہ کریمت میں کہ مشہور  
 ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں تھیں اور اس میں سے  
 ایک بکری زکات کی چاہیے تھی اگر سال گزرا تو  
 اس نے زکات نہ دی تو ایک بکری فقیروں کی ہوجاگی  
 یہاں تک کہ اگر ان چالیس بکریوں کو بیچ دے تو چالیس روپے  
 حیرت میں بیع درست نہ ہوگی اور یہ بکریاں مشرک  
 رہیں گی فقیر میں اور اس میں دودھ میں اور ان وغیرہ  
 جب تک یہ بکریاں موجود رہیں اور امام عظیم رحمہ اللہ کے  
 مذہب والے کہتے ہیں کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے اجازت دی قیمت ہی لینے کی امیر میں کو جیسا کہ <sup>۱</sup>چاہیے  
 لکھا ہے اور معنی اس حدیث کے امام احمد خلیل رح نے یہ کہتے  
 کہ آدمی غنی ہو اور زکات لیکر اپنے مال میں ملاوے تو یہ زکات  
 اویس کے مال کو ہلاک کر دیگی الغرض قیمت دینے میں ہستی  
 اور اصل میں سے دینا احتیاط ہے <sup>۲</sup>حلال نہیں کہہنا اس سوال  
 کرنا اور اسکو جیسے پاس ایک ن کا کہنا ہو یا قادر ہو یا کمزور  
 چھیا صحیح سالم ٹکا ٹکا مانگتا پرتا ہو اور دینے والا بھی  
 کنہکار ہوتا، اگر اوسکا حال جانتا ہو اسو سچے کہ اس میں  
 رواج ہوتا ہے حرام کو لیکن جو اوسکا حال معلوم نہ ہو یا کرا  
 مانگتا ہو یا کسب نہیں کر سکتا اسو سچے کہ جہاد میں <sup>۳</sup>طلب  
 علم میں مشغول ہے تو اوسکو دینا درست، اگر محتاج ہو  
 اور محتاج ہے کہ اتنا دیے جسمیں اوسکا قوت اور بدن کا <sup>۴</sup>مطلوبہ  
 چاہیے اس میں لحاظ اویس کے خرچ کا اور اویس کے عیال کے

خرچ کا یہ چاہئے اور معتبر زکات میں فقیر و مان کے حبان  
 مال ہو اور وصیت میں وصیت کرنے والی کا مکان اور صدقہ  
 فطر میں مکان اور اگر نیو الیکا اگر زکات عسیری کی تقریب  
 اقر کے لئے کوئی کو دیے تو درست ہے جو نیت بدالینے کی  
 نہ ہو اور جو اپنے ہاتھ پر زکات رکھے اور فقیر کو ملے  
 تو جائز ہے اور جو اسکے ہاتھ پر گر پڑے اور فقیر اس میں  
 تو جائز ہے بشرطیکہ یہ رضی ہو اور مال ضائع نہ ہو مالک نصاب  
 نہ ہو اور صدقہ فطر کا دیے اور بعد کے مالک نصاب کا  
 ہو جائے تو یہ صدقہ کفایت کرے گا اور ادا ہو جائے گا  
 بخلاف زکات کے کہ قبل مالک ہونے نصاب کے دیے تو  
 ادا نہ ہوگی پائے اور جو صاحب جان کے صدقہ ادا کیا اور یہ معلوم  
 ہو کہ وہ سیر واجب تھا تو یہ صدقہ نفلی ہے اور اگر مالک  
 نصاب کا ہو تو یہ صدقہ کفایت نہ کرے گا اپنی جھوٹی زکوٰۃ

نواح کیا اگر خدمت خاوند کی کر سکتی ہو تو اوسکا <sup>۶۴</sup> ~~دوا~~  
 باپ نہیں اور اگر لایق خدمت نوح کے نہیں ہے تو اوسکا  
 باپ ہے اگر مسلمان یا ذمی کہاں ہو جائی ہے پھیل  
 وغیرہ کے جو مانند اپنے میں پاؤ تو خمس یعنی پانچواں حصہ کا  
 اور چار حصے یا نوے کے اگر زمین کسی کی یا ملک ہو تو نہیں تو  
 چار حصے مالک کے ہیں اور گہر میں یا کہیت میں پاؤ تو  
 میں خمس نہیں اور جو اہل جو کہا نہیں پاؤ تو خمس نہیں اور  
 دھینہ کا فردن کا ہو تو خمس ہے اور بوی مونگا اور جو چیز کہ  
 سمندر سے نکلے اور میں خمس نہیں اگرچہ سو ناچاندی ہو اگر  
 خزانہ پاؤ اور انہیں علامت کفر کی ہو تو خمس ہے اور جو  
 اوس میں علامت اسلام کی ہو تو وہ لفظ ہے اوسکے مالک کو  
 تلاش کر کے دیے اور غالب ظن یہ ہو کہ آج مالک نہ  
 ملے گا اگر حنیاج ہو تو خرچ کرے لیکن جب مالک دیکھا دیا پھر



فصل ہارپون وزن کے یاغین وزن میں مشقال کا  
 سبب بیان جامع الرموز اور برجندی وغیرہ کے یہ ہے  
 کہ مشقال میں قریاط ہے اور قریاط پانچ جو متوسط ہیں پہلے  
 لیکن دو نوٹ فیہ لوکین کٹی ہوں تو مشقال سو جو ہوئی اور  
 یہی مشہور ہے تاخرین میں اور معتبر ہے شرع میں اور اہل حجاز  
 اسی پر ہیں اور اہل ہرات کے عمل میں یہی ہے لیکن متقدمین  
 کے نزدیک مشقال چھ دانق اور دانق چار طسوج اور طسوج  
 دو جہ اور جہ دو جو اور جو چھ رائی اور یہی مشہور ہے  
 اہل حساب کے نزدیک اور اسی پر عمل ہے اہل سمرقند کا  
 اور اس حساب سے مشقال اسی قریاط اور ایک جوئی  
 جسکے چھانوئی جو ہوئی تو یہ جو کہتے ہیں کہ وزن مشقال  
 کا مختلف نہیں ہوا جیسا کہ بعض فاضل نے لکھا ہے در  
 نہیں لیکن پہلا قول معتبر ہے بموجب حدیث کے جو فدا

تینہ میں نقل کی ہے الوزن وزن مکہ والکمال مکمل  
 المدینہ یعنی وزن معتبر وزن مکہ کا ہے اور پیمانہ مدینہ کا اس سے  
 جانا چاہیے کہ حضرت سر کے وقت میں درم اور دینار جمع کیے  
 گئے اور وزن سب سے کا تحقیق تھرا اور اسی پر اتفاق ہو گیا  
 وزن سب سے یہ کہ مثقال میں اور درم میں سات اور اس  
 کی نسبت یہ یعنی مثقال اگر دس کوڑی بہر ہو تو درم اسی  
 کوڑیوں میں سات کوڑی بہر ہوگا اور جب مثقال سو جوہر  
 تو درم ستر جوہر اور جب جبہ دو جوہری تو مثقال چالیس  
 جبہ ہوگی اور درم تینس جبہ کا اور جبکہ نزدیک مثقال چالیس  
 جوہری ہے اور درم ستر جبہ جو اور نیم جبہ کا اور ایک ایک  
 مثقال اترالیس جبہ کی اور درم تینس جبہ اور ایک جو اور ایک  
 پنجم جبہ جو کا ہوگا یہ یہ معلوم کیا چاہی کہ اس ملک میں  
 حساب ہا مشہور تولہ کا اور تولہ بارہ ماشہ کا اور ماشہ

رتی کا اور رتی چار جو کی اب اور حساب کو اس ملک  
 بچے حساب اوتار چاہی تو حساب کے یکے اور تول کے جو  
 تو سو جو دیسی قریب ساڑھی چار ماشہ ہوتے ہیں تو  
 ساڑھی چار ماشہ کی ہوئی اور دم وزن سب کو حساب  
 یہ تین ماشہ اور ایک تہی اور ایک چم حصہ تہی کا سو  
 شقال چتیس رتی اور دم چتیس رتی اور ایک چم حصہ  
 کا سو اور یہی اشہور اور معتبر ہے علمائے نزدیک اب اگر  
 جبہ اور رتی کے ایک ہی معنی ہیں تو شقال پہلے حساب  
 بموجب اٹھتالیس رتی کی اور تیس حساب کے بموجب  
 جو اس ملک کا ہے چتیس رتی کی ہوئی تو اب پہلے حساب  
 اور تیس کو ملا یا چاہی اور دوسرے کو الگ کیا چاہی کہ  
 وہ معتبر نہیں تو جانا چاہی کہ پہلے حساب میں شقال سو  
 جو کی اور پچاس رتی کی اور تیس حساب میں شقال چتیس رتی

۱۲  
 اب اگر  
 ۱۳

کی اور رتی چار جو کی تو ثقل ایک سو چوبیس جو کی  
 لیکن یہ جو چھوٹے لگی گئی ہیں جیسا کہ یہاں کے سونا روں  
 پوچھایا اور تولی کے دیکھا اور وہ جو متوسط لگے ہیں تو دونوں  
 قریب میں اور تو لا تو کچھ ایسا تفاوت پایا تو یہاں کی  
 رتی دھانکی تلے سے بڑی بھری اب سو جو کو اگر اوتارے چھتیس<sup>۲۶</sup>  
 رتی پر تو دو جو اور سات سے یعنی سات نہم حصہ جو کی  
 بھرتی ہی اسو<sup>۱</sup> کہ سو کو چھتیس پر بانٹا تو دو دس صحیح  
 اور اٹھائیس پچیس اور وہ چھتیس کے سات سے یعنی نہم  
 حصے میں توجہ اٹھائیس کو نو میں ضرب دیا یعنی نو بار لیا  
 دو سو باون نہم حصے ہوئے اسکو چھتیس پر بانٹا سات  
 نہم حصے پہنچے اور اس رتی کو پکی رتی کہئے اور اسکو پکی اور دو  
 میں فرق سات نہم حصے کا ہے اور قیراط پانچ جو بھی<sup>۵۰</sup>  
 ایک رتی اور چار نہم حصے رتی کے بھرتی ہے اسو<sup>۱</sup> کہ

رتی تین جو کی دو نہم جیسے جو کی کم باقی ہی دو جو اور دو نہم  
 جیسے جو کی اور یہ چار نہم جیسے رتی کے ہیں کیونکہ رتی چھپ  
 نہم جیسے جو کی ہوئی اور دو جو اور دو نہم جیسے جو کی ہیں  
 نہم جیسے جو کی ہیں اور بیس چھپس کا چار نہم حصے اور پہلے  
 حساب میں رتی دو جو کی تو قراط اڑائی رتی ہوئی اور  
 یہ اپنی اپنی اصطلاح ہے اس واسطے کہ جو اگر بڑے بچے تو  
 بکلی رتی دو جو کی ٹہر جاگی مثلاً اور جب مثقال ساڑھے چار  
 ماشے ہوئی تو بیس مثقال جو نصاب سونے کی ہے ساڑھے  
 سات تو لے ہوئی اور دو سو درم جو نصاب چاندی کی ہے  
 وزن سب سے حساب ہے ایک سو چالیس مثقال جو ہے  
 جس کے ساڑھے باون تو لے ہوتے ہیں اور لکھنوی کے روپے  
 سے جو گیارہ ماشے کا ہے ستاون روپے تین ماشے چاندی  
 ہوتی ہے اور یہی مشہور اور معمول ہے علمائین اور بعض

کہتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ رتی جو تین سو دو نہم حصہ جو کا  
 کم ٹہری ہے کچھ کم ہے چار جو والی رتی سے اور دو چھٹا  
 مائشے سے چار جو والی رتی سے ہے اور اوس رتی سے  
 گیارہ مائشے اور دس رتی سے تو اس قول کے بموجب تو یہ  
 چھپن روپے لکھنوی کے نصاب چاندی کی ہوتی ہے لیکن  
 کرنے سے اتنا معلوم تو ہوتا ہے کہ چلن کا سکہ لکھنوی کا چھٹی  
 گوبی کے روپے کے کم ہے پاورٹی کے قریب اور یہی وزن  
 ہر جگہ سمجھا چاہئے مثلاً دس درم شرعی کہ جس سے کم مہر نہیں  
 امام عظمیٰ کے نزدیک اور چور کا ماتہ کاٹنا نہیں درست  
 اس سے کم میں بموجب امشبہور کے سارے التماس  
 چاندی ہوتی ہے اور پانسو درم جو ہر حضرت صلی علیہ  
 وآلہ وسلم کے نبی ہونکا ہے اویس کے ایک سو کتر تولا  
 تین مائشے چاندی ہوتی ہے جس کے ایک سو تین تالیس روپے

۷۱  
 روایت چاندی ہوئی گیارہ ماشے کے روپے سے اور جو زیادہ  
 زیادہ ہو گا تو ایک سو چالیس روپے ہوئے اور چار شقال  
 جو ہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کا یعنی حضرت  
 فاطمہ وغیرہ رضی اللہ عنہن کے ہے جس کے ڈیڑھ سو تولیہ چاندی  
 ہوئی اور گیارہ ماشے کے روپے سے ایک سو تیرہ روپے  
 سات ماشے ہوئے اور جو دورتی زیادہ ہو تو ایک سو ساٹھ  
 ہوئے اور صدقہ قطر کا آٹھ صاع عاقی  
 گہون اور صاع عاقی اٹھ رطل اور رطل میں اسی  
 اور ستار ساڑھے چار شقال اور شقال ساڑھے چار  
 ماشے تو صاع تین ہزار دو سو چالیس ماشے ہوا اور آٹھ  
 صاع سولہ سو بیس ماشے جس کے ایک سو بیستالیس روپے  
 تین ماشے وزن ہوا لکنو کے روپے سے جو گیارہ ماشے کا  
 ہے جس کا ڈیڑھ سیر اور تین روپے اور تین ماشے ہر ہوا لکنو

سیرے جو چھیا نوے روپے ہر سیرے پر حساب شیخ وقار  
 کے طور پر ہے اور درختار میں لکھا ہے کہ صاع معتر کا وزن  
 ایک ہزار چالیس درم ہے جس کے ہوئے تین ہزار دو سو تیرا  
 جس کے ہوئے دو سو تیر تو لے جس کے ہوئے دو سو ستانوے  
 روپے نو ماشے وزن جس کے ہوئے تین سیر ڈھائی چٹانک لکنو  
 کے سیرے جس کا نصف ہوا ڈھائی سیر اور پون چٹانک کا  
 ضیاط ایک چٹانک ڈھائی سیر آدھے صاع کا ادا کیا جاتا ہے  
 اور یہی کفارہ نماز کا ہے یعنی جو کوئی عرجاویے اور او سکے  
 ذمے نمازین قضا ہوں تو ہر نماز چھ چٹانک ڈھائی سیر اور  
 طوفیے دیا جاویے اور ایک دن رات کی چھ نمازین  
 ہوتی ہیں مع وتر تو چھ نمازوں کا نو سیر اور ڈھائی پاون  
 اور اس طرح جتنی نمازین گئے ہوں حساب کر لیں اور روزہ  
 قضا ذمے پر او سکے ہو تو ہر روزیے چھ ہی اتنا ہی ہے



یعنی چٹانک ڈیڑھ سیر اور بیہ مذہب امام اعظم کا ہے اور امام شافعی  
 کے نزدیک نو اصاع حجازی ہے اور وہ پانچ رطل اور ایک شہابی  
 رطل کا ہے اور رطل اٹھوان حصاع عراقی کا ہے جس کے ستر  
 روپے اور ایک شہ اور تین تہی وزن ہوتا ہے جس کا ڈیرہ  
 اور ایک ٹولہ اور تین تہی ہوا وزن معتبر ہے اور ثلث رطل کا  
 آدھ پاؤ اور چار ماٹھے اور ایک تہی ہوا اور جسموع صاع مٹی  
 چٹانک دوسیر پورا ہوا اگر کوئی کہے کہ بموجب حدیث کے فای  
 قنیہ میں لایا ہے چاہئے صاع حجازی معتبر کہیں اور کا نصف  
 صدقہ پھر دین جواب اس کا یہ ہے کہ اگر اس کا نصف صاع  
 پھر اتنے تو ایک سیر آدھی چٹانک ہوتا اور صاع عراقی کا نصف  
 پون چٹانک ڈیڑھ سیر ہوتا ہے تو حیاط اسی میں تہی اور  
 اس صاع کا ہی استعمال مینے میں ہوا ہے اگر کوئی کہے کہ پورا  
 کیوں نہیں پھر اتنے جواب اس کا یہ کہ حدیث میں آدھا صاع

یہاں سے سوال نمبر کا ذکر ہے

۴۴  
 یہی آیا اور پورا صاع بھی تو آدھا محمول ہے وجہ ہے تو پورا  
 نفل پر یعنی آدھا دینا واجب اور پورا دینا مستحب لیکن  
 امام شافعی کے نزدیک پورا صاع حجازی وجہ ہے  
 اس میں احتیاط زیادہ ہے اگاہ ہوا چاہئے کہ حدیثوں میں  
 جو نصاب کے بیان میں شقال کا لفظ آیا ہے تو یہ دلیل ہے  
 کہ وزن مراد ہے نہ سکہ اس واسطے کہ شقال نام وزن کا  
 ہے اور کہی دینار اور درہم کو بھی وزن کے جگہ بولتے  
 ہیں اگرچہ یہہ سکہ کے نام ہیں اور حدیث جو فضیہ میں آیا  
 ہے وہ بھی لالت کرتی ہے کہ وزن مراد ہے اور سکہ  
 نہیں مراد اور وزن سبوح جو خلافت فاروقی رضی اللہ  
 عنہ میں پڑا یہ بھی وزن کے مراد ہونے کی دلیل ہے تو پورا  
 یہہ جو کوئی کہیے کہ ہر شہر کا درم دینار معتبر ہے اور اس پر  
 بنار کہیے کہیے کہ ہندوستان میں دو سو درم دو سو روپے

ہوئے اور بیس دینار پیش شرفی اور دس درم ہر شرعی درویش  
 ہوئے تو یہ قول بجا نہیں اسو سطلے کہ اس میں لازم آتا ہے  
 کہ دو سو روپے تک نکات نہ ہو اور اس میں ٹری حق تلفی  
 فقرا کی ہے اور تبدیل مقدار شرعی کی بلکہ اس سے لازم آتا ہے  
 کہ شیو سلطان کے وقت کے دو سو روپے تک نکات معاف ہو  
 اور ایک روپیہ اس کا چار روپے بہر کا تھا ہمارے روپے  
 میں تو دو سو روپے اس کے ہمارے آٹھ سو ہوئے قریب چودھوا  
 شرعی کے تو کم قدر تبدیل مقادیر شرعی کی ہوئی اور اس طرح  
 اشرفی کو سمجھا چاہئے کہ اشرفی مرشد آبادی مثلاً تو  
 بہر کی ہے تو بیس تو لے سوئے تک نکات معاف ٹہری او  
 اس طرح دس روپے نہ ہوں تو مہر نہ بند ہے اور اس میں صریح  
 حرج ہے اور خلاف احادیث کے اگر کسی فقیہ نے مرا  
 لیا ہوگا تو وزن درم اور دینار کا اپنے ملک کا لیا ہوگا نہ یہ

۴۹  
 کہ جو چاندنی چلے وہ دم ہے اور جو سوئے کی چلے  
 وہ دینار کیونکہ عرب میں ریال چاندنی کا چلتا ہے اور  
 وہ دو روپے سے زیادہ کا ہوتا ہے تو وہ بھی دم ہوا اور  
 دوسو ریال نصاب ہے اور دکن میں ہن سوئے کی چلتے  
 ہیں اور وہ شمال سے کم ہوتے ہیں تو چاہئے بیس ہن نصاب  
 ہرے تو سارے سات تو یہ سے کم ہر بھی نکات اجاؤ  
 اور یہ عجیب ہے قیاس شرعی سے کہ افراط اور تفريط حد  
 زیادہ لازم آتی ہے اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا مَرَّ الْأَفْرَاطِ  
 وَالتَّفْرِيطِ وَتَوَقَّنَا فِي أَمْتٍ وَسَطٍ بِفَضْلِكَ  
 وَأَنْتَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ ۝ تَمَّتْ

